



آٹھ رکعت نماز تراویح ہی سنت ہے، جیسا کہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں: ”یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی تراویح آٹھ رکعات تھی اور کسی ایک روایت سے بھی ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے رمضان میں تہجد اور تراویح الگ الگ پڑھی ہوں۔“

(العرف الشذی: ۱۶۶/۱)

جناب خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی (م ۱۳۳۶ھ) لکھتے ہیں: ”ابن ہمام (نے) آٹھ کو سنت اور زائد کو مستحب لکھا ہے، سو یہ قول قابل طعن کے نہیں۔“ (براہین قاطعہ: ۷۸)

مزید لکھتے ہیں: ”سنت مؤکدہ ہونا تراویح کا آٹھ رکعت تو باتفاق ہے، اگر خلاف ہے تو بارہ میں۔“ (براہین قاطعہ: ۱۹۵)

جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی (۱۲۸۰-۱۳۶۲ھ) کہتے ہیں: ”بیماروں کو تو کہہ دیتا ہوں کہ تراویح آٹھ پڑھو، مگر تندرستوں کو نہیں کہتا۔“ (الکلام الحسن: ۸۹/۲)

جناب عبدالشکور فاروقی لکھنوی دیوبندی (م ۱۳۸۱ھ) لکھتے ہیں: ”اگرچہ نبی کریم ﷺ سے آٹھ تراویح مسنون ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی۔“

(علم الفقہ از عبد الشکور دیوبندی: ۱۹۸)

یہی بات امام احناف ابن ہمام حنفی (فتح القدیر: ۴۶۸/۱)، امام عینی حنفی (عمدة القاری: ۱۷۷/۷)، امام ابن نجیم حنفی (البحر الرائق: ۶۶/۲)، ابن عابدین شامی حنفی (رد المحتار: ۵۲۷/۱)، ابوالحسن شرنبلالی حنفی (مراقی الفلاح: ۲۲۴)، طحاوی حنفی (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: ۲۹۵/۱) وغیرہم نے پیش کی ہے۔

حنفی و دیوبندی ”علماء و فقہاء“ کے آٹھ رکعت مسنون تراویح کے فیصلے کے بعد اب ہم انتہائی اختصار کے ساتھ آٹھ رکعت نماز تراویح کے سنت ہونے پر دلائل ذکر کرتے ہیں:

**دلیل نمبر ①:** ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز (تراویح) کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ تو سیدہ عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدى عشرة رکعة .“ ”رسول اللہ ﷺ رمضان ہوتا یا غیر رمضان، گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔“ (صحیح بخاری: ۱۵۴/۸ ح: ۱۱۴۷/۸، ۲۶۹/۸ ح: ۲۰۱۳، صحیح مسلم: ۲۵۴/۸ ح: ۷۳۸)

جمہور علماء امام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے آٹھ رکعت تراویح ثابت کرتے ہیں، جیسا کہ امام ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی (م ۲۵۶ھ) لکھتے ہیں:

ثم اختلف فی المختار من عدد القيام ..... وقال كثير من أهل العلم : احدى عشرة ركعة ، أخذنا بحديث عائشة المتقدم . ”پھر قیام کے عدد مختار میں اختلاف کیا گیا ہے، کثیر علماء کرام نے کہا ہے کہ یہ گیارہ رکعت ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی اس حدیث سے دلیل لیتے ہوئے جو گزر چکی ہے۔“ (المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم: ۳۸۹/۲-۳۹۰)

اس حدیث کی شرح میں جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

هذه الرواية رواية الصحيحين ، وفي الصحاح صلاة تراويحه عليه السلام ثمانی ركعات ، وفي السنن الكبرى وغيره بسند ضعيف من جانب أبي شيبة ، فإنه ضعيف اتفاقاً ، عشرون ركعة، الآن انما هو سنة خلفاء الراشدين ، ويكون مرفوعاً حكماً وان لم نجد اسناده قوياً . ”یہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روایت ہے اور صحیح احادیث سے نبی کریم ﷺ کی نماز تراویح آٹھ رکعت ثابت ہے اور سنن کبریٰ میں بیس رکعتوں والی روایت ضعیف سند کے ساتھ ابوشیبہ سے آئی ہے، جو کہ بائناق ضعیف ہے اور بیس رکعتیں خلفائے راشدین کی سنت ہے اور مرفوع کے حکم میں ہے، اگرچہ اس کی قوی سند ہمیں نہیں ملی۔“ (العرف الشدی: ۱۰۷)

دیکھئے! شاہ صاحب کس طرح آٹھ رکعت تراویح نبی کریم ﷺ سے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ثابت کر رہے ہیں اور ساتھ ہی حنفی مذہب کی کمزوری و معذوری پیش کر رہے ہیں کہ ہم بیس رکعت تراویح نبی کریم ﷺ سے قوی سند کے ساتھ نہیں پاسکے، آپ خود اندازہ فرمائیں کہ ایک مسئلہ جو قوی سند کے ساتھ ثابت بھی نہ ہو، پھر صحیح بخاری و صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث کے خلاف بھی ہو، اس کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟

ہم کہتے ہیں کہ خلفائے راشدین سے کسی وضعی (من گھڑت) روایت سے بھی بیس رکعت نماز تراویح پڑھنا ثابت نہیں ہے، لہذا بیس رکعت تراویح کو خلفائے راشدین کی سنت قرار دینا صریح غلطی ہے۔

جناب انور شاہ کاشمیری دیوبندی کے علاوہ متعدد حنفی فقہاء نے بھی اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو آٹھ رکعت تراویح کی دلیل بنایا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ نماز تراویح اور تہجد میں کوئی فرق نہیں ہے، یہ ایک ہی نماز کے دو مختلف

نام ہیں۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں فیض الباری: ۴۲۰/۲ وغیرہ)

## دلیل نمبر ۲: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

صَلَّى بِنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَأَوْتَرُ .

”اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں ماہ رمضان میں آٹھ رکعت نماز تراویح اور وتر پڑھائے۔“

(مسند ابی یعلیٰ: ۳۲۶/۲، المعجم الصغير للطبرانی: ۱۹۰/۱، فتح الباری: ۱۲/۳، وسندہ حسن)

اس روایت کے راوی عیسیٰ بن جاریہ جمہور محدثین کے نزدیک ”موثق، حسن الحدیث“ ہیں۔ اس حدیث

کو امام ابن خزیمہ (۱۰۷۰) اور امام ابن حبان (۲۴۰۹) رحمہما علیہما نے ”صحیح“ کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”واستنادہ وسط .“ ”اس کی سند اچھی ہے۔“ (میزان الاعتدال: ۳۱۷/۳)

امام عینی حنفی (عمدة القاری: ۱۷۷/۷) اور دیگر فقہاء نے اس حدیث کو آٹھ رکعت نماز تراویح پر دلیل بنایا ہے۔

## دلیل نمبر ۳: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رسول

کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، اے اللہ کے رسول! آج رات مجھ سے ایک کام ہوا ہے،

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، وہ کیا اے ابی؟ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی، میرے گھر کی عورتوں نے مجھے کہا،

ہم قرآن کریم پڑھی ہوئی نہیں، اس لیے ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گی:

فَصَلَّيْتُ بَهْنِ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ، ثُمَّ أَوْتَرْتُ ، فَكَانَتْ سَنَّةَ الرَّضَا ، وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا .

”میں نے انہیں آٹھ رکعت تراویح پڑھائیں، پھر وتر پڑھائے، اس بات پر آپ ﷺ نے رضامندی کا

اظہار فرمایا اور کچھ نہیں کہا۔“ (مسند ابی یعلیٰ: ۳۶۲/۲، زوائد مسند الامام احمد: ۱۱۵/۵، المعجم الاوسط للطبرانی: ۱۴۷/۴، قیام

اللیل للمروزی: ۲۱۷، وسندہ حسن)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۵۵۰) نے ”صحیح“ کہا ہے، حافظ پیشی نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا

ہے۔ (مجمع الزوائد: ۷۴/۲)

## دلیل نمبر ۴: صحابی رسول سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

أمر عمر بن الخطاب أبي بن كعب وتميمًا الداري أن يقيوما للناس باحدى عشرة ركعة .

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت نماز تراویح (مع وتر) پڑھایا کریں۔“ (موطا امام مالک: ۱۳۸، شرح معانی الآثار للطحاوی: ۲۹۳/۱، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۴۹۶/۲، مشکاة المصابیح: ۴۰۷/۱، وسندہ صحیح)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حکم صحیح بخاری و صحیح مسلم والی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہے، سیدنا امیر المؤمنین، شہید محراب کا حکم محمد رسول اللہ ﷺ کے عمل کے عین مطابق ہے، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں آٹھ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا اور اس سے بیس رکعت تراویح کے قائلین و عاملین کا رد ہوتا ہے اور ان کا بیس رکعتوں کے سنت مؤکدہ ہونے کا مفروضہ باطل ٹھہرتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بیس رکعت نماز تراویح اس لیے پڑھتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیس پڑھی تھیں، یہ بات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر بہتان اور سراسر جھوٹ ہے، کسی وضعی (من گھڑت) روایت سے بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت تراویح پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

ثابت ہوا کہ عہد فاروقی میں آٹھ رکعت تراویح پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا۔

## دلیل نمبر ⑤ : سیدنا سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

انّ عمر جمع الناس على أبي وتميم، فكانا يصلّيان احدى عشرة ركعة .  
”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما پر جمع کر دیا، وہ دونوں گیارہ رکعت نماز تراویح پڑھاتے تھے۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۹۷/۲-۳۹۲، تاریخ المدینہ للامام عمر بن شبہ: ۷۱۳/۲، وسندہ صحیح)

## دلیل نمبر ⑥ : سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کنّا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب باحدى عشرة ركعة .....

”ہم (صحابہ) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعت (نماز تراویح) پڑھتے تھے۔“

(سنن سعید بن منصور بحوالہ الحاوی للفتاویٰ للسيوطی: ۳۴۹/۱، حاشیہ آثار السنن للنیعمی: ۲۵۰، وسندہ صحیح)

علامہ سبکی لکھتے ہیں: اسنادہ فی غایۃ الصّحّۃ . ”اس کی سند انتہاء درجہ کی صحیح ہے۔“

(شرح المنہاج بحوالہ الحاوی للفتاویٰ: ۳۵۰/۱)

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ آٹھ رکعت نماز تراویح رسول کریم ﷺ کی سنت ہے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب و سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما کو وتر سمیت گیارہ رکعت نماز تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور انہوں نے آپ کے حکم کی تعمیل و تکمیل میں گیارہ رکعت نماز تراویح پڑھائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پڑھی۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں بھی سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

## بیس رکعت تراویح کے دلائل کا جائزہ

اب ہم ان لوگوں کے دلائل کا علمی و تحقیقی مختصر، مگر جامع جائزہ پیش کرتے ہیں جو بیس رکعت نماز تراویح کو ”سنت مؤکدہ“ کہتے ہیں۔

**دلیل نمبر ①:** سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۹۴/۲ السنن الکبریٰ للبیہقی: ۴۹۶/۲ المعجم الکبیر للطبرانی: ۳۹۳/۱ وغیرہم)

**تبصرہ:** یہ جھوٹی روایت ہے، اس کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان راوی ”متروک الحدیث“ اور ”کذاب“ ہے، جمہور نے اس کی ”ضعیف“ کر رکھی ہے۔

امام زیلعی حنفی لکھتے ہیں: وهو معلول بأبی شیبہ ابراہیم بن عثمان، جد الامام أبی بکر بن أبی شیبہ، وهو متفق علی ضعفه، ولینہ ابن عدی فی الکامل، ثم انه مخالف للحديث الصحيح عن أبی سلمة بن عبد الرحمن أنه سأل عائشة: كيف كانت صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان؟ قالت: ما كان يزيد في رمضان ولا في غيره على إحدى عشرة ركعة.. ”یہ روایت ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان راوی کی وجہ سے معلول (ضعیف) ہے، جو کہ امام ابوبکر بن ابی شیبہ کے دادا ہیں، ان کے ضعف ہونے پر اتفاق ہے، امام ابن عدی نے بھی اکامل میں ان کو کمزور قرار دیا ہے، پھر یہ اس صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے، جس میں ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں نماز کے بارے میں سوال کیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، آپ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔۔۔“ (نصب الراية للزيلعي: ۱۵۳/۲)

(۱) جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں: أما النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فصَحَّ عنه ثمان ركعات وأما عشرون ركعة فهو عنه عليه السلام بسند ضعيف وعلى ضعفه اتفاق . ”آٹھ رکعات نماز تراویح رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت ہیں اور جو بیس رکعت کی روایت ہے، وہ ضعیف ہے اور اس کے ضعف ہونے پر اتفاق ہے۔“ (العرف الشذی: ۱۶۶/۱)

بالاتفاق ”ضعیف“ راوی کی روایت وہی پیش کر سکتا ہے جو خود اس کی طرح بالاتفاق ”ضعیف“ ہو۔

(۷) جناب عبدالشکور فاروقی دیوبندی نے بھی اس کو ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔ (علم الفقہ: ص ۱۹۸)

(۸) ابن عابدین شامی حنفی (۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں: فضعیف بأسی شعبة، متفق علی ضعفه مع مخالفة للصحيح. ”یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ اس میں راوی ابوشیبہ (ابراہیم بن عثمان) بالاتفاق ضعیف ہے، ساتھ ساتھ یہ حدیث (صحیح بخاری و صحیح مسلم کی) صحیح (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا) کے بھی خلاف ہے۔“ (منحة الخالق: ۶۶/۲)

یہی بات امام ابن ہمام حنفی (فتح القدیر: ۴۲۷/۸) اور امام عینی حنفی (عمدة القاری: ۱۲۸/۸) نے بھی کہی ہے۔

علامہ سیوطی (۸۴۹-۹۱۱ھ) لکھتے ہیں: هذا الحديث ضعيف جدًا، لا تقوم به حجة.

”یہ حدیث سخت ترین ضعیف ہے، اس سے حجت و دلیل قائم نہیں ہو سکتی۔“ (المصابیح فی صلاة التراويح: ۱۷)

**تنبیہ:** امام بریلویت احمد یار خان گجراتی (۱۳۲۳-۱۳۹۱ھ) اپنی کتاب ”جاء الحق“ (۲۴۳/۲) میں ”نماز جنازہ میں الحمد شریف تلاوت نہ کرو“ کی بحث میں امام ترمذی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

”ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ منکر حدیث ہے۔“

لیکن اپنی اسی کتاب (۴۴۷/۸) کے ضمیمہ میں مندرج رسالہ لمعات المصابیح علی رکعات التراويح میں اس کی حدیث کو بطور حجت پیش کرتے ہیں، دراصل انصاف کو ان سے شکایت ہے کہ وہ اس کا ساتھ نہیں دیتے، ایسے بدویان اور جاہل، بلکہ اجہل لوگوں سے خیر کی کیا توقع رکھی جاسکتی ہے جو اس طرح کی واہی تباہی مچاتے ہیں؟

قارئین کرام! بعض الناس کی یہ کل کائنات تھی جس کا حشر آپ نے دیکھ لیا ہے، نہ معلوم اس کے باوجود ان لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح کو ”سنت مؤکدہ“ کہتے ہوئے شرم کیوں نہیں آتی؟

**دلیل نمبر ۲:** سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک میں ایک رات نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام کو چوبیس رکعتیں پڑھائیں اور تین رکعات وتر پڑھے۔

(تاریخ جرجان لابی قاسم حمزة بن يوسف السهمی المتوفی ۷۲۷ من الهجرة: ص ۲۷۵)

**تبصرہ:** یہ روایت جھوٹ کا پلندہ ہے، اس میں دو راوی عمر بن ہارون النخعی اور محمد بن حمید الرازی ”متروک و کذاب“ ہیں، نیز ایک غیر معروف راوی بھی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بیس تراویح کے سنت مؤکدہ ہونے کا راگ الاپنے والے اس چوبیس والی حدیث

کو کس منہ سے پیش کرتے ہیں؟

**دلیل نمبر ۳ :** سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رمضان میں رات کو لوگوں کو نماز پڑھایا کریں، آپ نے فرمایا، لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں، لیکن اچھی طرح قراءت نہیں کر سکتے، اگر تم رات کو ان پر قرآن پڑھا کرو تو اچھا ہو، سیدنا ابی بن کعب نے عرض کی، اے امیر المؤمنین! پہلے ایسا نہیں ہوا تو آپ نے فرمایا، مجھے بھی معلوم ہے، تاہم یہ ایک اچھی چیز ہے، چنانچہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات پڑھائیں۔ (کنز العمال: ۴۹/۸)

**تبصرہ :** ”کنز العمال“ میں اس کی سند مذکور نہیں، دین سند کا نام ہے، بے سند روایات وہی پیش کرتے ہیں، جن کی اپنی کوئی ”سند“ نہ ہو۔

**دلیل نمبر ۴ :** عن الحسن أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه جمع الناس على أبي بن كعب ، فكان يصلي لهم عشرين ركعة . ”حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر اکٹھا کیا، وہ انہیں بیس رکعات پڑھاتے تھے۔“ (سنن ابی داؤد، سیر اعلام النبلاء: ۴۰۰/۸، جامع المسانید والسنن للحافظ ابن کثیر: ۵۵/۱)

**تبصرہ :** ① عشرين ركعة کے الفاظ دیوبندی تحریف ہے، محمود الحسن دیوبندی (۱۲۶۸-۱۳۳۹ھ) نے یہ تحریف کی ہے، عشرين ليلة ”بیس راتیں“ کی بجائے عشرين ركعة ”بیس رکعتیں“ کر دیا ہے۔

جبکہ سنن ابی داؤد کے کسی نسخہ میں عشرين ركعة نہیں ہے، تمام نسخوں میں عشرين ليلة ہی ہے، حال ہی میں محمد عوامہ کی تحقیق سے جو سنن ابی داؤد کا نسخہ چھپا ہے، جس میں سات آٹھ نسخوں کو سامنے رکھا گیا ہے، اس میں بھی عشرين ليلة ہی ہے، محمد عوامہ لکھتے ہیں: من الأصول كلّها .

”سارے کے سارے بنیادی نسخوں میں یہی الفاظ ہیں۔“ (سنن ابی داؤد بتحقیق محمد عوامہ: ۲۵۶/۲)

عشرين ركعة کے الفاظ محرف ہونے پر ایک زبردست دلیل یہ بھی ہے کہ امام تہمتی رضی اللہ عنہ (السنن الكبرى: ۴۹۸/۲) نے یہی روایت امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کی سند سے ذکر کی ہے اور اس میں عشرين ليلة کے الفاظ ہیں۔

یہی الفاظ حنفی فقہاء اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کرتے رہے ہیں۔

رہا مسئلہ ”سیر اعلام النبلاء“ اور ”جامع المسانید والسنن“ میں عشرين ركعة کے الفاظ کا پایا جانا

تو یہ ناخین کی غلطی ہے، کیونکہ سنن ابی داؤد کے کسی نسخے میں یہ الفاظ نہیں ہیں، یہاں تک کہ امام عینی حنفی (م ۸۵۵ھ) نے ”شرح أبی داؤد (۳۴۳/۵)“ میں عشرين لیلة کے الفاظ ذکر کیے ہیں، نسخوں کا اختلاف ذکر نہیں کیا، اگر رکعة کے الفاظ کسی نسخے میں ہوتے تو امام عینی حنفی ضرور بالضرور نقل کرتے، اسی لیے غالی حنفی نیوی (م ۱۳۲۲ھ) نے بھی اس کو بیس رکعت تراویح کی دلیلوں میں ذکر نہیں کیا۔

② اگر مقلدین کی بات کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر بھی یہ روایت ان کی دلیل نہیں بن سکتی، جیسا کہ خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی صاحب (۱۲۶۹-۱۳۴۶ھ) لکھتے ہیں کہ ایک عبارت بعض نسخوں میں ہوا اور بعض میں نہ ہو تو وہ مشکوک ہوتی ہے۔ (بذل المجہود: ۴۷/۴، بیروت)

لہذا اس دیوبندی اصول سے بھی یہ روایت مشکوک ہوئی۔

**تنبیہ:** امام بریلویت احمد یار خان نعیمی گجراتی (۱۳۲۳-۱۳۹۱ھ) نے عشرين لیلة کے

الفاظ ذکر کیے ہیں۔ (»جاء الحق«: ۹۵/۲، بحث »قنوت نازلہ پڑھنا منع ہے«)

جناب سرفراز خان صفدر دیوبندی ایک دوسری روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

”جب عام اور متداول نسخوں میں یہ عبارت نہیں تو شاید اور غیر مطبوعہ نسخوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟“

(خزائن السنن: ۹۷/۲)

مقلدین کے اصول کے مطابق اس روایت کا کوئی اعتبار نہیں۔

③ امام زیلیعی حنفی (م ۶۲۷ھ) اور امام عینی حنفی لکھتے ہیں: لم یدرک عمر بن الخطاب .

”اس روایت کے راوی امام حسن بصری رحمہ اللہ نے سیدنا عمر بن خطاب رحمہ اللہ کا زمانہ نہیں پایا۔“

(نصب الراية: ۱۲۶/۲، شرح ابی داؤد از عینی حنفی: ۳۴۳/۵)

لہذا یہ روایت ”منقطع“ ہوئی، کیا شریعت ”منقطع“ روایات کا نام ہے؟

④ امام عینی حنفی نے اس کو ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔ (شرح سنن ابی داؤد از عینی حنفی: ۳۴۳/۵)

⑤ اس روایت کو حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی ”ضعیف“ کہا ہے۔ (خلاصة الاحکام للنووی: ۵۶۵/۱)

⑥ سیدنا عمر بن خطاب رحمہ اللہ کا گیارہ رکعت تراویح جمع وتر کا حکم دینا ثابت ہے۔

(موطا امام مالک: ۱۳۸، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۴۹۶/۲، شرح معانی الآثار للطحاوی: ۲۹۳/۱، معرفة السنن والآثار

للبیہقی: ۴۲/۴، فضائل الاوقات للبیہقی: ۲۷۴، قیام اللیل للمروزی: ۲۲۰، مشکاة المصابیح: ۴۰۷/۱، وسندہ صحیح)

امام طحاوی حنفی (۲۳۹-۳۲۱ھ) نے اس حدیث سے حجت پکڑی ہے



**دلیل نمبر ۴ :** یزید بن رومان کہتے ہیں کہ لوگ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ

خلافت میں رمضان میں تیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک : ۹۸/۱، السنن الکبریٰ للبیہقی : ۴۹۴/۲)

**تبصرہ :** یہ روایت ”انقطاع“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے، کیونکہ راوی یزید بن رومان نے سیدنا

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہی نہیں پایا، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یزید بن رومان لم یدرک عمر

بن الخطاب . ”یزید بن رومان نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔“ (نصب الراية للزیلعی : ۱۶۳/۲)

لہذا یہ روایت ”منقطع“ ہوئی، جبکہ موطا امام مالک میں اس ”منقطع“ روایت سے متصل پہلے ہی ”صحیح و

متصل“ سند کے ساتھ ثابت ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعت کا حکم دیا تھا۔

جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں: ترجیح المتصل علی المنقطع .

”ضابطہ یہ ہے کہ متصل کو منقطع پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔“ (العرف الشذی : ۱۱)

ہم کہتے ہیں کہ یہاں بے ضابطگیاں کیوں؟ جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی اس روایت کے بارے

میں لکھتے ہیں: ”روایت موطا مالک منقطع ہے۔“ (اشرف الجواب : ۱۷۲)

صحیح احادیث کے مقابلہ میں ”منقطع“ روایت سے حجت پکڑنا انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

**دلیل نمبر ۵ :** یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو

حکم دیا کہ وہ لوگوں کو تیس رکعات پڑھائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ : ۳۹۳/۲)

**تبصرہ :** یہ روایت ”منقطع“ ہونے کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے، نیوی حنفی لکھتے ہیں:

یحییٰ بن سعید لم یدرک عمر . ”یحییٰ بن سعید الانصاری نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ

نہیں پایا۔“ (التعلیق الحسن از نیوی حنفی : ۲۵۳)

**دلیل نمبر ۶ :** عبدالعزیز بن رفیع فرماتے ہیں کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں

لوگوں کو مدینہ میں تیس رکعات پڑھاتے تھے اور تین رکعات۔ (مصنف ابن ابی شیبہ : ۳۹۳/۲)

**تبصرہ :** یہ روایت بھی ”انقطاع“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے، نیوی حنفی لکھتے ہیں:

عبدالعزیز بن رفیع لم یدرک ابی بن کعب . ”عبدالعزیز بن رفیع نے سیدنا ابی بن

کعب رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔“ (التعلیق الحسن : ۲۵۳)

**دلیل نمبر ④ :** سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت

میں رمضان میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ (مسند علی بن الجعد: ۲۸۲۵ السنن الکبریٰ للبیہقی: ۴۹۶/۲، وسندہ صحیح)

**تبصرہ :** یہ بیس رکعتیں پڑھنے والے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ اور لوگ تھے، کیونکہ صحابی

رسول سیدنا سائب بن یزید خود فرماتے ہیں: کُنَّا (أَي الصَّحَابَةِ) نَقُومُ فِي عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

بِاحْدَى عَشْرَةِ رَكْعَةٍ ... ”ہم (صحابہ) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں گیارہ رکعات

(نماز تراویح جمع وتر) پڑھتے تھے۔“ (حاشیہ آثار السنن: ۲۵۰، وسندہ صحیح)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ دوسرے لوگوں کا عمل حجت نہیں، یہ کہاں ہے کہ یہ نامعلوم لوگ بیس کو سنت

مؤکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے، اگر کوئی آٹھ کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بارہ کو زائد نفل سمجھ کر پڑھے تو صحیح ہے، یہ لوگ بھی

ایسا ہی کرتے ہوں گے۔

جناب خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی (م ۱۳۴۶ھ) لکھتے ہیں: ”ابن ہمام (نے) آٹھ

رکعات کو سنت اور زائد کو مستحب لکھا ہے، سو یہ قول قابل طعن کے نہیں۔“ (براہین قاطعہ: ۱۸)

مزید لکھتے ہیں: ”سنت مؤکدہ ہونا تراویح کا آٹھ رکعت تو باتفاق ہے، اگر خلاف ہے تو بارہ

میں۔“ (براہین قاطعہ: ۱۹۵)

**دلیل نمبر ⑤ :** سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں

بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ (معرفة السنن والآثار للبیہقی: ۴/۴۲)

**تبصرہ :** یہ روایت ”شاذ“ ہے، امام مالک، امام یحییٰ بن سعید القطان اور امام الدر اور دی وغیرہم

رحمہم اللہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے اس میں ”شذوذ“ ہے، اگرچہ خالد بن مخلد ”ثقة“ راوی ہے، لیکن کبار ثقات کی

مخالفت کرنے کی وجہ سے اس کی روایت قبول نہ ہوگی، اسی روایت میں کبار ثقات گیارہ رکعات بیان کر رہے

ہیں۔

**دلیل نمبر ⑥ :** ابو عبد الرحمن سلمیٰ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قراء کو بلایا اور

ان کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ۴۹۶/۲)

**تبصرہ :** (۱) یہ روایت ”ضعیف“ ہے، اس کی سند میں حماد بن شعیب راوی ”ضعیف“

ہے، اس کو امام یحییٰ بن معین، امام ابوزرعه، امام نسائی اور حافظ ذہبی رحمہم اللہ نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

(۲) دوسری وجہ ”ضعیف“ یہ ہے کہ عطاء بن السائب ”مختلط“ راوی ہے، حماد بن شعیب ان لوگوں میں سے نہیں، جنہوں نے اس سے قبل الاختلاط سنا ہے۔

**دلیل نمبر ۱۰ :** ابوالحسناء سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ

لوگوں کو پانچ تروٹے، یعنی بیس رکعات تراویح پڑھایا کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۹۳/۲)

**تبصرہ :** اس روایت کی سند ”ضعیف“ ہے، اس کی سند میں ابوالحسناء راوی ”مجہول“ ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: لا یعرف۔ ”یہ غیر معروف راوی ہے۔“ (میزان الاعتدال: ۵۱۵/۴)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیر معروف راویوں کی روایات کا مکلف نہیں ٹھہرایا۔

**دلیل نمبر ۱۱ :** اعمش کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح پڑھا

کرتے تھے۔“ (مختصر قیام اللیل للمروزی: ۱۵۷)

تبصرہ: اس کی سند ”ضعیف“ ہے، عمدة القاری (۱۳۷/۱) میں یہ حفص بن غیاث عن الأعمش کے طریق سے ہے، جبکہ حفص بن غیاث اور اعمش دونوں زبردست ”مدرس“ ہیں اور ”عن“ سے بیان کر رہے ہیں، لہذا سند ”ضعیف“ ہے۔

باقی امام عطاء، امام ابن ابی ملیکہ، امام سوید بن غفلہ وغیرہم کا بیس رکعت پڑھنا بعض الناس کو مفید نہیں، وہ یہ بتائیں کہ وہ امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں یا امام عطاء ابن ابی رباح وغیرہ کے؟ اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ بیس رکعت کو سنت مؤکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے۔

آل تقلید پر لازم ہے کہ وہ باسنہج اپنے امام ابوحنیفہ سے بیس رکعت تراویح کا جواز یا سنت مؤکدہ ہونا ثابت کریں، ورنہ مانیں کہ وہ اندھی تقلید میں سرگرداں ہیں۔

**الحاصل :** رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی سے بیس رکعت نماز تراویح پڑھنا قطعاً ثابت

نہیں ہے، سنت صرف آٹھ رکعات ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں حق سمجھنے والا اور اس پر ڈٹ جانے والا بنائے۔ آمین !